الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ از نواب صدیق حسن کے خصائص وبدیعیات کا تنقیدی جائزہ

Features of Al Shmamat ul Anbriyah min maulid e khair ul briyah by Nawab Siddique Hassan, and Critical Study of unique subjects.

Usman Ali
Lecturer Islamiat, Govt. Degree College,
Chicha watni, Pakistan.

Dr. Muhammad Munir Azhar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Islamia University of Bahawalpur, BWN Campus, Pakistan.

Abstract

Nawab Siddique Hassan Khan is renowned author of Sub-Continent and placed a well-known award for his writings. This article describes the methodology and characteristics of Al Shmamat ul Anbriyah min maulid e khair ul briyah. This book is basically a seerat study and contains on many new but unfamiliar sources of Seerah. So, he had a great addition on seerat by writing this book. It was in ancient Urdu, hardly to understand its text. The author made this possible in his research work and he also examined its methodology. In this article a managed and detailed description of this book is presented. However, we found some unique errors of references and textual study of seerah. Mostly he used a random method during the writing of this book. Author found many features of this book, whom doesn't exist in other seerat books like this. still there are many points, which decrease its importance and creates negative opinion regarding his seerat writing, as some times he included third party research and paid its credit to himself and many places he added irrelevant narrations to his subject.

Keywords: *Nawab, Siddique, Methodology, characteristics, Shmamat, Sub-Continent, seerat study, authenticity.*

CC BY

تعارف:

نواب صدیق حسن خان انیسویں صدی کے معروف علمی شخصیت ہیں۔آپ کی نادر روزگار تصانیف اور علوم و فنون کی اشاعت کے لیے مساعی اصحابِ علم ودانش کے ہاں قدر ومنزلت کی حامل ہیں۔نواب صاحب ۱۴اکتوبر ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے۔آپ نے ۲۰فروری ۱۸۹۰ء کو عمر کی ۵۸ بہاریں دیکھ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا آبائی وطن قنوج تھا بعد میں آپ ریاست بھوپال کے والی بھی رہے ہیں۔نواب صاحب کی تالیفات کی طویل فہرست ملاحظہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے علوم وفنون کے ہر میدان میں اپنی مہارت کے کارنامے رقم کیے ہیں۔آپ نے قرآن، حدیث، فقہ، تاریخ، لغت وادب، عربی گرامر، تراجم اور دیگر علوم میں اپنی مہارت ظاہر کی ہے۔مختلف علوم فنون کی طرح انہوں نے سیرت النبی ﷺ کو بھی موضوع بحث بنایا ہے، اگرچہ اس میدان میں انکی عبقریت فقط ایک رسالے تک محدود ہے جو کہ بنیادی طور پر میلاد نامہ ہے لیکن اس کے مندرجات کسی بھی ایک مکمل کتاب سیرت سے کم نہیں جیسا کہ موضوعات کی تفصیل سے واضح ہوگا۔

الشمامۃالعنبریۃکااجمالی تعارف:

آپ کا یہ مولود نامہ ۱۸۸۷ء بمطابق ۱۳۰۵ھ میں بھوپال سے شائع ہوا، اس کی زبان قدیم اردو ہےاور اس کا مکمل نام الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ہے جیسا کہ آپ کے سوانح نگاروں نے بھی ذکر کیا ہےالبتہ عنوان میں کچھ اختلاف بھی موجود ہے۔آپ کے فرزند گرامی قدر سید محمد علی حسن خان نے اس رسالے کا عنوان بیان مولد شریف ذکر کیا ہے۔[1] جبکہ سید اجتبا ندوی نے ''الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریۃ'' ذکر کیا ہے۔[2]

ہمارے پیش نظر اس مولود نامے کا جو نسخہ ہے وہ فاران اکیڈمی نے لاہور سے شائع کیا ہےاور اس کی تاریخ اشاعت مرقوم نہیں ہے۔یہ نسخہ دراصل ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں بھوپال سے شائع ہونے والے نسخے کا ہی عکس ہے۔فاران اکیڈمی کا شائع کردہ نسخہ دو رسالوں کا مجموعہ ہے؛ پہلا رسالہ الشمامۃالعنبریۃ من مولد خیر البریہ کے نام سے موسوم ہےجو کہ مولود نامہ ہےاور ۱۱۶صفحات پر مشتمل ہے۔اس کے بعد دس صفحات پر مشتمل ایک نظم ہے جس میں جنت کی صفات بیان کی گئی ہیں اور یہ نظم سید جمیل احمد سہسوانیؒ کی ہے جبکہ دوسرا رسالہ خلفائے راشدین کے مناقب کے بارے میں ہے، اس کا نام ''تکریم المؤمنین بتقویم مناقب الخلفاء الراشدین'' یہ دوسرا رسالہ ۱۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ان دونوں رسائل کے مئولف گرامی نواب صدیق حسن خان صاحب ہیں، ہمارا موضوع بحث اول الذکر رسالہ ہے۔درحقیقت الشمامۃالعنبریۃ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ سید امام شیخ شبلنجیؒ المعروف مومن کی کتاب سیرت ''نور الابصار'' کاخلاصہ ہے جیسا کہ مؤلف گرامی قدر نے خود الشمامۃ کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔[3]

---

[1] علی حسن خان، محمد، **ماثر صدیق**،(لکھنو: نولکشور پریس، ۱۹۲۷ء)، ص:۴۷

[2] ندوی، سید اجتباء، **الامیر سید صدیق حسن خان حیاتہ وآثارہ**،(دمشق: دارابن کثیر ،۱۹۹۹ء)، ص:۱۲۴

[3] قنوجی، صدیق حسن خان، **الشمامۃالعنبریۃ من مولد خیر البریۃ**،(لاہور : فاران اکیڈمی، س ن)، ص:۵۔۶

شیخ شبلنجیؒ مصری عالم دین تھے،ان کا نام ونسب یوں تھا:سید مومن بن حسن مومن اور ان کی نسبت شبلنجی تھی۔آپ ۱۲۲۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔آپکی کتاب کا مکمل نام ''نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار'' ہے۔یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں یمینیہ مصر سے شائع ہوئی۔(نواب صاحب کے پیش نظر جو نسخہ تھااس کی تاریخ طباعت معلوم نہیں ہو سکی)نور الابصار کا سیرت پر مشتمل حصہ صفحہ ۹ سے ۴۷ تک مشتمل ہے۔الشمامۃالعنبریہ چھوٹے سائز کے ۱۱۴ صفحات پر مشتمل ہےاور اس میں ۱۳ فصول ہیں اور پھر ہر فصل کے ذیلی عناوین بھی بہت تفصیلی ہیں۔ہر عنوان کے تحت درجنوں روایات ہیں خصوصاً خصائص ودلائل، شمائل، معجزات اور غزوات کی فصول میں تو اختصار و جامعیت کی مکمل تصویر دکھائی دیتی ہے۔ایک ایک جملہ ایک ایک روایت پر مبنی ہے۔

سبب تالیف:

مؤلف محترم نے اس مولود نامے کے مقدمہ میں جہاں مؤلفات میلاد شریف کے بارے میں بحث کی ہے وہاں اس کتاب کا سبب تالیف بھی ذکر کیا ہے۔جیساکہ وہ رقم طراز ہیں کہ "مکمل سیرت النبی پر ہمارے اسلاف کی بکثرت کتب موجود ہیں لیکن ان کتب کا تعلیم وتعلم عرصہ دراز سے متروک ہے۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے لیے عام وخاص نے جو رسائل تالیف کیے ہیں وہ اکثر رطب ویابس کا مجموعہ ہیں حالانکہ ان رسائل کی تالیف کے لیے مئولفین کو'' الشفا فی حقوق المصطفیٰ، مواھب اللدنیہ وشروحات، ہدی نبوی، صراط مستقیم '' جیسی کتب پر اعتماد کرنا چاہیے تھا۔فی زمانہ رسائل میلاد نبوی کی تعداد پچاس سے متجاوز ہے لیکن کوئی بھی رسالہ لائقِ اعتماد کلی نہیں ہے۔ان رسائل کی اکثر روایات بے اصل، ضعیف اور مبالغہ آمیزی پر مبنی ہیں۔اس صورت حال کے باعث میں نے سمجھا کہ ایک ایسا رسالہ لکھوں جس میں ولادت مبارکہ سے وفات حسرت آیات تک کے حالات بالاختصار مذکور ہوں اور فقط مضامین ماثورہ پر اعتماد کیا جائے۔اگر میں چاہتا تو سیرت النبی ﷺ پر مفصل کتاب بھی قلم بند کر سکتا تھا لیکن ابنائے زمان کی کم ہمتی دیکھ کر فقط ضبط اطراف پر اکتفا کیا۔[1]

نواب صاحب نے اپنا مولود نامہ اس لیے تالیف کیا تھا کہ روایاتِ ضعیفہ وموضوعہ اور مبالغہ آمیزی سے پاک ایسا مولود نامہ تالیف کیا جائے جو صحیح اور ماثور روایات پر مبنی ہو جس سے آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ کا بالکل درست عکس عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔مزید وہ چاہتے تھے کی عامۃ الناس کے دل محبت رسول خدا سے منور ہو جائیں،فرماتے ہیں'اگر کوئی ایماندار شخص انہیں ماثور روایات سے واقف ہو کر محبت رسول ﷺ کا متوالا ہو جائے تو یہ سعادت کی بات ہے کیونکہ حدیث رسول ﷺ ہے:

> ''المرءمع من احب وانت مع من احببت'' انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس وہ محبت کرتا ہے اور تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔اور انسانی اعمال میں سے کوئی عمل رفعت و منزلت اور قدر و قیمت کے اعتبار سے محبت خدا اور محبت رسول اللہ کے برابر نہیں ہے۔[2]

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص:۳

[2] ایضاً، ص:۴

الشمامۃ العنبریۃ کے مضامین اور ان کی اہمیت:

مؤلف نے اپنے مختصر رسالہ سیرت کو مختلف فصول میں تقسیم کیا ہے۔ان فصول کے نام،ترتیب اور صفحات نمبر حسب ذیل ہیں۔کتاب کی ابتداء حمد و صلوۃ کے بعد ،سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ کی اہمیت وفضیلت سے ہوتی ہے۔اس کے بعد صفحہ ۳ تا ۶ ایک مقدمہ ہے جس میں میلاد شریف کے بارے کتب پر بحث ہے،ان کے مضامین پر گفتگو ہے اور اہم کتب سیرت کی وضاحت کی ہے جن کی مدد سے کوئی رسالہ سیرت تالیف کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح اپنے میلاد نامے کے سبب تالیف کی وضاحت کی ہے اور کچھ ضمنی موضوعات پر بحث کے ساتھ اس بات کی تاکید کی ہے کہ ہم مسلمان بکثرت سیرت النبی ﷺ کا مطالعہ کریں اور اس کا تعلیم و تعلم اپنی زندگی کا لازمہ بنا لیں اور فقط صحیح روایات کا التزام کریں۔آخر میں بتایا کہ میرا یہ رسالہ سیرت 'نور الابصار' کا خلاصہ ہے اور ساتھ میں کچھ اضافات میری طرف سے ہیں۔بقیہ کتاب کے موضوعات میں 'نسب اور ولادت نبوی ﷺ کا بیان، مرضعات نبوت کا بیان، قریش کا آپؐ کے قتل کے لیے معاہدہ کرنا،سفر طائف اور انصار میں اسلام کی ابتداء کا تذکرہ،ہجرت کا تذکرہ،خصائص و دلائل نبوت ﷺ،اسماء والقاب نبوی،شمائل نبوی ﷺ ، معجزات شریفہ، غزوات، آپؐ کے اعمام و عمات اور ازواج وخدام وغیرہ،سیرت النبیؐ اور سیرت خلفاء راشدین، مرض الموت اور وفات آنحضرتؐ، وفات النبی ﷺ پر ندبہ و مرثیہ خوانی 'شامل ہیں۔

اس کتاب کے مضامین اس کی اہمیت اور جامعیت پر دلالت کرتے ہیں،اس کی صرف فصول دیکھنے سے اس کے مضامین کا صحیح اندازہ نہیں ہو پاتا کیونکہ مصنف نے ہر فصل میں کئی مباحث کو یکجا کر دیا ہے۔اس کا اسلوب عام کتب سیرت سے ذرا مختلف ہے عموماً ہمارے سیرت نگار تاریخی لحاظ سے ترتیب دیتے ہیں جبکہ نواب صاحب نے موضوعاتی اعتبار سے کتاب ترتیب دی ہے۔ایسا نہیں کہ نواب صاحب نے زمانی ترتیب کو نظر انداز کیا ہے بلکہ پہلی چار فصول اور غزوات کی فصل زمانی اعتبار سے ہی ہیں ہاں البتہ انہوں نے مولود ناموں ،نور ناموں ،معراج ناموں اور دیگر مختصرات سیرت کی مانند اور آپ ﷺ کی سیرت کے منتخب واقعات، شمائل،ولادت ووفات، خصائص ومعجزات اور فضیلت سے متعلقہ واقعات وروایات کو ترجیح دی ہے اسی وجہ سے اس کتاب کے مضامین پر خصائص ودلائل اور معجزات وشمائل کا غلبہ نظر آتا ہے۔خصائص ودلائل اور معجزات وشمائل والے مضامین دو تہائی کتاب پر حاوی ہیں۔

سیرت نبویؐ کی ضخیم کتب کی تالیف کے ساتھ ساتھ زمانہ قدیم سے مختصرات سیرت کا بھی رجحان رہا،سیرت پر مختصر رسائل اور اجزاء طلباء وحفاظ کے لیے لکھے جاتے یا بقول نواب صاحب کم ہمت نوجوانوں کے لیے تاکہ وہ ایک مختصر کتاب کے ذریعے کم وقت میں سیرت النبی ﷺ کی اہم مباحث سے واقف ہو جائیں اس طرز کے رسائل کو مختصرات کا نام دیا گیا نواب صاحب کا یہ رسالہ سیرت بھی اسی نوع کے مختصرات میں سے ایک ہے البتہ اس کے مضامین سیرت النبی ﷺ کے تمام متعلقہ مباحث پر حاوی ہیں۔

الشمامۃ العنبریۃ کا اسلوبِ سیرت نگاری:

مختصر سیرت کا ایک تو قدیم رجحان یہ تھا کہ مؤلفین اپنی طبع زاد مگر کافی ملخّص سیرت لکھتے تھے جیسا کہ ابتدائی چار پانچ صدیوں کے مؤلفین سیرت کے ہاں نظر آتا ہے۔دوسرا رجحان یہ پیدا ہوا کہ مختلف امّہات کتب سیرت کی بنیاد پر ایک خلاصہ سیرت ترتیب دیا جانے لگا یہ رجحان ہمارے برّ صغیر میں کافی مروج رہا اور دیگر ممالک میں بھی ترقی پذیر رہا اس کی امثلہ چہار دانگ عالم میں موجود ہیں۔ایک

تیسرا رجحان یہ بھی پیدا ہوا کہ بعض عربی مختصرات کے فارسی یا دیگر زبانوں میں تراجم ہوئے اور ان میں مترجمین نے اضافات واستدراکات کیے یہ رجحان بھی ہمارے ہمارے خطے میں کافی رواج پذیر رہا مثلاً شاہ ولی اللہ نے امام ابن سید الناس کی مختصر سیرت " نور العین" کا فارسی ترجمہ کیا اور اس میں اضافات اور استدراک کرکے "سرور المحزون" کے نام سے نیا رسالہ ترتیب دیا۔ ایک چوتھا رجحان یہ پیدا ہوا کسی پیش رو مختصر نگار کو بنیاد بنایا جائے یا کسی ضخیم تألیفِ سیرت کا خلاصہ کیا جائے، اس میں اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہوئے غلط روایات پر استدراک کیا جائے اور ناقص و ناتمام معلومات و روایات کو مکمل کیا جائے اسکی مثال بحث کتابِ سیرت "الشمامۃ العنبریۃ" ہے۔

یہ ایک پیش رو مختصر نگار علامہ شبلنجی کی مختصر سیرت "نور الأبصار" کا خلاصہ ہے اس میں نواب صاحب نے کئی گراں قدر اضافات کیے، غلط اور موضوع روایات کا محاکمہ کیا، بعض مواقع پر روایات پر حکم لگایا۔ توقیت پر مفید مباحث کا اضافہ کیا اور کئی مواقع پر نقد بھی کیا۔ بعض موقع پر نواب صاحب سے کچھ تسامحات بھی ہوئے ہیں کچھ ضعیف اور موضوع روایات داخلِ کتاب کیں، کئی جگہوں پر مخصوص نقطہ نظر کی بناء پر صحیح و جمہور موَقف کے خلاف مباحث پیش کیں اور انہی کو ترجیح دی۔ مذکورہ بالا تمام مباحث کی تفصیل تنقیدی جائزے میں پیش کی جائے گی؛

الشمامۃ العنبریۃ کے امتیازات و خصوصیات:

کسی بھی کتاب کی قدر و قیمت جاننے اور صحیح مقام و مرتبہ متعین کرنے کے لیے اس کا تنقیدی جائزہ لینا ضروری ہے، اس تنقیدی جائزے کے ذریعے کتاب کی خوبیوں اور خامیوں کی نشاندہی ہوتی ہے، کتاب کے محاسن واضح ہو جاتے ہیں اور عیوب و نقائص کی وضاحت ہو جاتی ہے اس تنقیدی جائزے کا بنیادی وصف معروضیت ہوتی ہے معروضی جائزہ وہ پیمانہ ہے جس سے کھوٹے کھرے کی صحیح جانچ پرکھ ہوتی ہے۔ الشمامۃ العنبریۃ کے کچھ ایسے ممیّزات اور خصائص ہیں جو دیگر مولود ناموں میں نایاب نہ صحیح لیکن کم یاب ضرور ہیں۔ ذیل میں اس کا مفصل تجزیہ پیش کیا جارہا ہے؛

۱۔ فصلوں کے ذیلی موضوعات کی عمدہ تقسیم و ترتیب:

اگر مضامین کی ترتیب و تنظیم عمدہ ہو تو کتاب کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے۔ نواب صدیق حسن ایک فصل کے تحت ذیلی عنوانات کی تقسیم بہت عمدہ کرتے ہیں، اگرچہ نواب صاحب نے فصول کے ذیلی عنوانات بہت کم ذکر کیے ہیں۔ عموماً ایک ہی فصل سے متعلقہ معلومات و روایات بلاعنوان ذکر کی ہیں لیکن جہاں ذیلی عنوانات کا تذکرہ کیا ہے وہاں عنوانات کی تقسیم و ترتیب بہت عمدہ ہے ۔مثال کے طور پر خصائص و دلائل والی فصل ملاحظہ کیجیے، نواب صاحب نے آپ کے خصائص کو آٹھ انواع میں تقسیم کرکے سب پر الگ الگ بحث کی ہے۔

پہلی قسم میں وہ خصائص ہیں جو دنیا میں آپ کے ساتھ خاص تھے، دوسری میں وہ جو دنیا میں آپ اور آپ کی امت کے ساتھ خاص ہیں، تیسری میں وہ جو آخرت میں آپ کے ساتھ خاص ہیں وہ جو آخرت میں آپ اور آپ کی امت دونوں کے ساتھ خاص ہیں، پانچویں قسم میں وہ خصائص جو آپ کے لیے بقیہ لوگوں سے الگ واجب چھٹی قسم میں وہ خصائص جو دوسرے لوگوں کے علاوہ صرف

آپ کے لیے حرام اشیاء تھیں، ساتویں میں وہ خصائص ہیں جو تمام لوگوں کے علاوہ فقط آپ کے لیے مباح اشیاء تھیں، جبکہ آٹھویں میں وہ خصائص ہیں جن کا تعلق کرامات و فضائل سے ہے۔[1]

اس ذیلی تقسیم کے باعث نبی کی ہر خصوصیت کی کتاب میں تلاش بہت آسان ہو گئی ہے۔ اسی طرح غزوات کی فصل ہے۔ نواب صاحب نے ہجرت مدینہ کے بعد کے تمام واقعات کو سن وار بیان کیا ہے وہ بالترتیب سال اوّل، دوم، سوم الخ واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں اس طرح ہر سال کے اہم واقعات کو ایک ہی جگہ تلاش کیا جا سکتا ہے۔[2]

أعمام و عمات اور ازواج و خدام کی فصل بھی عمدہ تقسیم اور حسن ترتیب کی آئینہ دار ہے۔ اس میں آپ کے اعمام و عمات، ازواج مطہرات، لونڈیاں اور اولاد، خدام، نجباء، حواری، نائبین مدینہ، کاتبین، امراء وغیر ھم۔[3]

مذکورہ بالا سب کا بالترتیب تذکرہ ہے اور ہر ذیلی عنوان کے تحت تمام معلومات بآسانی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

۲۔ معروف سیرت نگاروں کی بہ نسبت نئی معلومات کا اضافہ:

نواب صاحب کا یہ مختصر رسالہ بہت سی نئی معلومات و روایات کی بھی نشاندہی کرتا ہے جو دیگر سیرت نگاروں کے ہاں عمومی طور پر مفقود ہیں جن کا تذکرہ متداول مصادر میں نہیں پایا جاتا جو اس رسالہ کی قدر و قیمت میں اضافہ کا باعث ہیں، مثلاً فرماتے ہیں:

"آپ نے اپنے چچا زبیر اور عباس کے ہمراہ تجارت کے لیے یمن کا بھی سفر کیا تھا۔"[4]

اسی طرح نواب صاحب کا موقف ہے کہ رسالت محمدی کی ابتداء سورۃ المدثر کے نزول سے ہوئی۔ وہ رقم طراز ہیں:

"پھر جبریل سورۂ "یا یھا المدثر" لے کر آئے اور پھر مسلسل وحی نازل ہونے لگی، اس سورت کا نزول رسالت کی ابتداء تھی یہ سورت نبوت سے تین سال بعد آئی اور بعض کے نبوت کے ساتھ ہی آئی۔"[5]

طائف سے واپسی کے بعد حضور کہاں تشریف لائے تھے، اس بارے رقم طراز ہیں:

"پھر آپ وہاں (طائف) سے حراء تشریف لائے۔"[6]

دارالندوہ میں جب حضور کے قتل کے لیے مجلس مشاورت ہوئی تو فرماتے ہیں کہ 'اس مجلس میں کوئی ہاشمی شریک نہیں تھا۔'[7]

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۱۴تا۵۰

[2] ایضاً، ص: ۲۷تا۷۶

[3] ایضاً، ص: ۸۳تا۹۹

[4] ایضاً، ص: ۱۵۔۱۶

[5] ایضاً، ص: ۱۸

[6] ایضاً، ص: ۲۵

[7] ایضاً، ص: ۳۰

۳۔ تواریخ اور اعداد و شمار کا التزام:

تواریخ اور اعداد و شمار تاریخ و سیر کا لازمہ ہے ان کے بغیر علوم سیرت اور تاریخ نامکمل ہیں۔ نواب صاحب کے ہاں ان چیزوں کا بہت اہتمام ہے۔ وہ بعض اعداد و شمار اور تواریخ وغیرہ بہت قطعیت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح یہ اس مولود نامے کی بہت بڑی خصوصیت بن کر سامنے آتی ہے کچھ امثلہ حسب ذیل ہیں:

آپ کی زرہوں کی تعداد سات، حرابوں کی تعداد پانچ، خودوں کی تعداد دو حواریوں کی تعداد بارہ، کاتبین کی تعداد دس، خدام کی تعداد چھ اور لونڈیوں کی تعداد چار تھی۔[1] اسی طرح سن ۹ھ کے واقعات کے بارے رقم طراز ہیں:

"ہجرت کے نویں سال غزوۂ تبوک ہوا، مسجد ضرار کا انہدام ہوا، لگاتار وفود آنے لگے، حضرت ابوبکر ؓ نے تین سو مرد اور بیس قربانی کے جانوروں کے ہمراہ حج کیا نیز اسی سال نجاشی اور حضور کی بیٹی ام کلثوم کا انتقال ہوا۔"[2]

حضور جب ۱۰ نبوی میں طائف دعوت کے لیے گئے تو حضور کی واپسی کی تاریخ کے بارے رقم طراز ہیں:

"حضور ﷺ کی طائف سے واپسی ۲۳ ذی قعدہ کی شب کو ہوئی۔"[3]

۴۔ مصادر و مراجع کی تنوع اور کثرت:

دیکھنے میں تو نواب صاحب کی مختصر سیرت محض ایک مولود نامہ ہے لیکن ماٰخذ و مصادر کے اعتبار سے یہ بیشتر عظیم کتب سیرت کا جامع ہے نواب صاحب نے اس کو ماٰخذ و مصادر کا مجمع البحار بنا دیا ہے بلاشبہ اس میں تمام متداول اور عظیم مصادر کا حوالہ تو نہیں ملتا، لیکن چند ایسے غیر معروف مصادر کا سیرت کے باب میں حوالہ ملتا ہے جو کہ ہمارے معاصرین کے ہاں مفقود ہیں اس طرح سیرت کے باب میں ان مصادر کو متعارف کرانا بھی نواب صاحب کا کارنامہ ہے، مثلاً بابلی فی سیرتہ، حیاۃ الحیوان للزرکشی، بھجۃ الحاوی لزکریا انصاری، محاضرات سامرات لابن عربی، ربیع الابرار للزمخشری، حاشیۃ الشنوانی علی المولد، نکتہ للیافعی، مراۃ الجنان لیافعی، شوق العروس وانس النفوس لحسین بن محمد رافعانی اور سلوۃ الکتیب بذکر الحبیب لرفیع الدین مرادآبادی وغیرھم۔ الشمامۃ العنبریۃ میں اختصار و ایجاز کے باوجود ماٰخذ و مصادر کی کثرت ہے اس کی وجہ شاید نواب صاحب کا قدیم عالمانہ طریق کار ہے۔ جس کی بدولت انھوں نے تقریباً احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کتاب کے مصادر و مراجع کی تعداد اسی (۸۰) کے قریب ہے۔

۵۔ فقہی مباحث کا تذکرہ:

سیرت النبی ہماری عملی زندگی کے لیے بہترین نمونہ ہے تاریخ و سیر میں عمومی منہج یہ ہوتا ہے کہ فقط معلومات کو جمع کیا جاتا ہے اور نبوی اسوۂ حسنہ کو عملی زندگی میں نافذ کرنے کے لیے کوئی رہنمائی پیش نہیں کی جاتی البتہ کچھ استثناءات بھی موجود ہیں جہاں

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۸۹تا۹۸

[2] ایضاً، ص: ۷۹۔۸۰

[3] ایضاً، ص: ۲۵

سیرت النبی کے عملی پہلو کی بھی ترغیب دی جاتی ہے اور فقہی مباحث و مستنبط مسائل کا تذکرہ کرکے سیرت النبی کو قابل عمل بنایا جاتا ہے۔ حقیقت میں دروس و عبر اور فقہی مباحث تاریخ و سیر کا موضوع بحث تو نہیں ہے لیکن اگر کوئی مصنف ان چیزوں کا اہتمام کرتا ہے تو وہ کتاب کو چار چاند لگا دیتا ہے، نواب صاحب ان چیزوں کا بخوبی التزام فرماتے ہیں اور سیرت النبی کا عملی پہلو بھی ہمارے سامنے لاتے ہیں اس بحث میں فقہی مباحث اور مستنبط مسائل کی امثلہ پیش کی جاتی ہیں، نواب صاحب آپ کے خصائص کی فصل میں چند فقہی مباحث پر بھی بحث کرتے ہیں مثلاً اگر کوئی تنگ دست مسلمان فوت ہو جائے تو اس کے قضائے دین کا مسئلہ ہے، نواب صاحب اس بارے رقم طراز ہیں:

"ایک قول یہ ہے کہ تنگ دست اور مقروض مسلمان میت کی طرف سے قرض ادا کرنا حضور پر واجب تھا اور یہی صحیح ہے
اور بعض دوسرے علماء کے ہاں آپ یہ ادائیگی قرض بطریق تکرم فرماتے تھے آپ پر فرض نہ تھا۔" [1]

اسی طرح ایک اور فقہی مسئلہ قبروں کی تسطیح اور تسنیم کا ہے، نواب صاحب اس بارے رقم طراز ہیں:

"آئمہ اربعہ نے تسنیم کو مستحب کہا ہے اور قدماء شافعیہ تسطیح کو مستحب بتاتے ہیں۔ افضلیت میں اختلاف ہے، اصل جواز ہے اور تسطیح راجح ہے اس کے دلائل میں سے صحیح مسلم کی حدیث ہے حضرت فضالہ بن عبید کا گزر ایک قبر پر ہوا آپ نے اس قبر کو برابر کرکے کہا میں نے حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ قبروں کو برابر کر دو۔ اسی طرح آپنے حضرت علی کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر پاؤ اس کو زمین کے برابر کر دو۔" [2]

مسئلہ زیارت قبر نبی کے لیے سفر اختیار کرنا ہے اس بارے نواب صاحب فرماتے ہیں:

"آپ کی زیارت کے لیے سفر اختیار کرنے میں اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ حج سے پہلے یا بعد میں مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی کی نیت کرے کیونکہ یہ سفر بلااختلاف جائز ہے اور پھر جب مدینہ منورہ میں داخل ہو تو آداب ماثورہ کے مطابق زیارت شریف بجالائے۔" [3]

۶۔ روایاتِ سیرت سے مستنبط مسائل کا تذکرہ:

مستنبط مسائل کے باب میں بھی نواب صاحب کو کافی درک حاصل ہے۔ جب حضور ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے بخار کی جحفہ منتقلی کی دعا فرمائی نواب صاحب اس بارے رقم طراز ہیں:

"اس حدیث میں جواز ہے کہ کفار کی بیماری کے لیے بد دعا کی جائے۔" [4]

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۴۸

[2] ایضاً، ص: ۱۱۳

[3] ایضاً، ص: ۱۱۵

[4] اَیضاً، ص: ۳۹۔ ۴۰؛ جحفہ ان دنوں یہود کا مسکن تھا اس لیے بد دعا فرمائی تھی۔

اسی طرح مصنف شیخ عبد الحق دہلوی کی عبارت نقل کرنے کے بعد مستنبط مسائل کے بارے کچھ اس طرح رقم طراز ہیں:

"شیخ عبد الحق دہلوی کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمل مولد میں منکرات کو ختم کرنا چاہیے اور اس عبارت سے نمایاں طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ولادت پر خوشی محسوس کی جائے جس کو آپ کی ولادت کے احوال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور وہ اس نعمت پر خدائے تعالیٰ کا شکر ادا نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں۔" [1]

۷۔ متونِ روایات جمع و تطبیق اور ترجیح کا خصوصی التزام:

سیرت و تاریخ میں بالخصوص اور دوسرے علوم و فنون میں بالعموم ایک واقعہ یا مسئلہ میں بعض اوقات ایک سے زائد اقوال اور آراء پائی جاتی ہیں متعدد روایات و اقوال میں تائید سے زیادہ تضاد و تصادم کا عنصر صاحب قلم کے لیے مشکل پیدا کر دیتا ہے، اکثر اہل قلم ایسے مواقع پر فقط نقل روایات و اقوال پر اکتفا کرتے ہیں ان میں جمع و تطبیق اور ترجیح کی کوشش نہیں کرتے، کیونکہ جمع و تطبیق اور ترجیح عالمانہ گہرائی و گیرائی اور مجتہدانہ بصیرت کا تقاضا کرتی ہے نواب صاحب بالعموم ان چیزوں کا اہتمام فرماتے ہیں وہ اکثر و بیشتر باہم متصادم اقوال و روایات پر بحث کرتے ہیں ممکن ہو تو ترجیح دیتے ہیں اور ترجیح کے لیے وجوہ و اسباب کی تلاش کی جستجو بھی کرتے ہیں، اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں؛

آپ کو نبوت عطا ہونے کی وقت آپ کی عمر کیا تھی اس بارے کئی اقوال نقل کیے اور چالیس برس والے قول کو ترجیح دی۔ [2]

اسی طرح مسئلہ خواب میں آپ کی زیارت کا ہے نواب صاحب کے ہاں خواب میں حضور کی زیارت ممکن ہے آپ نے اس موقف کو اس لیے ترجیح دی کیونکہ خواب میں شیطان آپ کا ہم شکل نہیں ہو سکتا۔ [3] یہاں وجہ ترجیح بھی ذکر کی ہے۔

اسی طرح اگر حضور خواب میں کسی کام کا حکم دیں تو اس پر عمل کرنے کا کیا حکم ہے، نواب صاحب اقوال علماء نقل کرنے کے بعد تطبیقی صورت یوں بیان کرتے ہیں:

"آپ کے حکم پر عمل کرنا اس وقت واجب ہو گا جب وہ شریعت کے امور ظاہر یہ کے مخالف نہ ہو گا، اگر وہ حکم امور شریعت کے مخالف ہو گا تو وہ فہم نائم میں غلطی ہو گی نہ کہ فرمانِ رسول ہیں۔" [4]

۸۔ فصول کے آخر پر دروس و عبر اور پیغام سیرت کا اہتمام:

سیرت النبی کا عملی پہلو نمایاں کرنے کے لیے نواب صاحب فقہی مسائل اور دروس و عبر کا بھی اہتمام فرماتے ہیں اور تقریباً اکثر فصول کے آخر میں پیغام سیرت پہنچانے کا بھی التزام فرماتے ہیں مثلاً خصائص و دلائل کی فصل کے آخر میں امت محمدیہ کے اعزاز و

---

[1] أیضاً، ص: ۱۱۔۱۲

[2] أیضاً، ص: ۱۷

[3] أیضاً، ص: ۵۲

[4] نواب صدیق حسن، **الشمامة العنبرية**، ص: ۵۲

مرتب کے حوالہ سے رقم طراز ہیں:

''اس امت کو چاہیے کہ اس نعمت کی قدر و قیمت کو سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ملت اسلام میں پیدا فرمایا جس کی تمنا اولوالعزم انبیاء کر چکے ہیں: ''قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا ''[1] شمائل نبوی کی فصل کے آخر میں یوں رقم طراز ہیں: ''اہل مولود پر فرض بلکہ قرض ہے کہ جب کسی کتاب مولد میں مفاخر ولادت شریف پر اطلاع پائیں تو ان شمائل کو بھی وظیفۂ درس کریں اور ان پر عمل کے لیے کمر کس لیں اور ان بابرکات خصال کے حصول کے لیے کامل سعی و کوشش کریں کیونکہ فقط محبت کے دعوؤں سے مدعا ثابت نہیں ہوتا جب تک شہودِ عدل شہادتِ صادقہ ادا نہ کریں اس جگہ وہ شہادت اتباع رسول ہے: ''قل إن کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ'' [2]

سیرت النبی کی فصل میں اتباع رسول کا درس دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مشتاقانِ جمال و کمال نبوی پر لازم ہے کہ ولادتِ رسول کے فضائل دریافت کرنے کے بعد اپنی صورت و سیرت اور سمت و ہدایت میں بھی حضور کی موافقت اختیار کریں کیونکہ روزِ آخرت درجات کی بلندی اور مراتب کی رفعت اسی اتباع و موافقت کے بقدر ہی ہو گی، فقط ذکر ولادت سن کر معاصرین کے ہمراہ خوشی منا لینا، اطاعت کی فکر کرنے کے بجائے بدعات و منکرات میں آلودہ رہنا، کبائر کا مرتکب اور اعمال صالحہ کا تارک ہونا انسان کے لیے ذرا بھی مفید نہیں ہو گا، بلکہ ہلاکت کا باعث ہو گا، ایسی خشک (زبانی) فرحت خدا اور سول سے محبت کے دعویٰ کو سچ ثابت نہیں کر سکتی: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ جنت میں وہی شخص جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہو گا، اب معاملہ برعکس ہے اہل اسلام نے علوم وائمال کو چھوڑ کر رسوم و رواج کو اختیار کر لیا ہے اور ان افعال شنیعہ کو اخروی نجات کا موجب سمجھ لیا ہے۔ [3]

اس کے علاوہ دیگر فصول کے آخر میں بھی امثلہ موجود ہیں جو پیغام سیرت پر عمل کی آئینہ دار ہیں۔ نواب صدیق حسن خان کے یہاں سیرت کے اس پیغام کو عملی قالب میں ڈھالنے کے لیے انفرادی و اجتماعی ہر ممکنہ کوشش کی جانی چاہیے تاکہ نبی کریم ﷺ کی تمام تر زندگی اور روایات کا ذخیرہ علمی و عملی ہر دو اعتبار سے محفوظ و مصون رہے۔

۹۔ موضوع سے متعلقہ خاص اضافہ جات:

نواب صاحب نے فقط علامہ شبلنجی کی کتاب نور الابصار کی معلومات پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ موقع بموقع بہت سے مفید اضافہ جات بھی فرمائے جو ان کی علمی وسعت پر دلالت کناں ہیں۔ یہاں کچھ مفید اضافہ جات کی امثلہ پیش کرکے یہ وضاحت کرنا مقصود ہے

---

1 نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ** ص: ۵۶

2 ایضاً، ص: ۶۶۔۶۷

3 ایضاً، ص: ۱۰۴۔۱۰۵

کہ یہ اضافہ جات اس کتاب کی بہت بڑی خصوصیت ہیں اور یہ نواب صاحب کے اس دعویٰ کی تصدیق بھی ہیں کہ وہ چاہتے تو اس کتاب کو مفصل بھی تحریر کر سکتے تھے جس پر ان کو دسترس تھی چند اضافی امور کی نشاندہی حسب ذیل ہے:

انبیائے سابقین کے مختون پیدا ہونے کی بحث۔[1] حضرت ثویبہ کی نسبت اسلمیہ۔[2]

انبیائے کے بکریاں چرانے کی حکمت۔[3] ،ام معبد خزاعیہ سے ملاقات کا واقعہ[4] ،ہجرت اور دخول مدینہ کے واقعات[5]، حضور کے مزاح کے واقعات[6] ، حضرت فاطمہ کی افضلیت کی بحث[7] ، مناقب حضرات حسنین[8]، حضرت ابوہریرۃ کے اسلام کی تاریخ[9] ، حضرت ابو بکر کی امارت میں حج کا واقعہ۔[10]

اس کے علاوہ بھی دیگر اضافہ جات قابل تحسین ہیں۔

۱۰۔ الشمامۃ العنبریۃ میں معلومات کی وسعت اور عمومی خصائص:

نواب صاحب کی ایک بڑی خصوصیت وسعت مطالعہ اور تبحر علمی ہے، اس مختصر مولود نامے میں جس قدر معلومات کی وسعت ہے وہ ان کی علمی وسعت پر دلالت کرتی ہے۔ دورانِ سیرت نگاری نواب صدیق حسنؒ نے اس بات کا خاص اہتمام کیا ہے کہ وہ موضوع سے متعلقہ کتب کے بارے نشاندہی کرتے ہیں تاکہ مزید معلومات کے لیے ان کتب سے استفادہ کیا جائے اس طرح قاری ایک موضوع کے بارے مزید تفصیلات کے لیے ان کتب سے رجوع کر سکتا ہے۔ اسی طرح کتاب کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں اقوال و روایات پر نقد و محاکمہ جابجا ملتا ہے۔ نواب صدیق حسنؒ اکثر و بیشتر روایات پر تنقیدی محاکمہ کرتے ہیں اور بقدرِ ضرورت احادیث و اقوال کی صحت و ضعف واضح کرتے ہیں۔ اس دوران اگر خطا یا تسامح ہو تو اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں اور اگر روایات معتبر ہوں تو تعدیل کرتے ہیں۔ نواب صدیق حسنؒ جب کسی موضوع کو زیر بحث لاتے ہیں تو کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ قاری کی تشنگی باقی رہ جائے وہ

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ** ، ص: ۸

[2] اَیضاً، ص: ۱۳

[3] ایضاً، ص: ۱۶

[4] اَیضاً، ص: ۳۶

[5] اَیضاً، ص: ۲۵

[6] اَیضاً، ص: ۶۴

[7] اَیضاً، ص: ۸۸۔۸۹

[8] اَیضاً، ص: ۹۰

[9] اَیضاً، ص: ۷۹

[10] اَیضاً، ص: ۸۹۔۹۰

دوران سیاقِ روایات متعلقہ اشخاص و مقامات اور اشیاء کا تعارف بھی کراتے جاتے ہیں تاکہ واقعہ کی تفہیم آسان ہوسکے اگر کوئی شخص ہے تو اس کا اسلام، اس کی وفات یا اس کی اوّلیت کا تعارف کرائیں گے، کوئی مقام ہے تو اس کا محل وقوع وغیرہ بتائیں گے اگر کوئی حیوان وغیرہ ہے یا کوئی اور چیز ہے تو اس کی ملکیت اور اہمیت وغیرہ بتائیں گے۔ یہ اس کتاب کی چیدہ چیدہ خصوصیات ہیں جس سے کتاب کی قدر و قیمت واضح ہوتی ہے اور دیگر معاصروں مولود ناموں میں اس کا مقام و مرتبہ بھی معین ہوتا ہے۔

الشمامۃالعنبریۃ کے قابل نقد پہلو:

کسی بھی کتاب کے منصفانہ اور معروضی جائزے و تجزیے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی خوبیوں اور خامیوں کو بلا امتیاز واضح کر دیا جائے خامیوں کی نشاندہی کا مقصد ان کی اصلاح کی سبیل پیدا کرنا ہوتا ہے نہ کہ محض تنقید، اسی نقطہ نظر سے "الشمامۃ" کے قابلِ نقد پہلوؤں میں کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے؛

ا۔الشمامۃالعنبریۃ کا غیر منظم اسلوب:

کتاب کی ترتیب وتدوین میں نظم برقرار رکھنا ایک بہت اہم خصوصیت ہے کتاب کے حسن اور علو مرتبت کا دارومدار اس کی اعلیٰ تنظیم وترتیب پر ہے موصوف نواب صاحب کے ہاں اس چیز کا کافی حد تک فقدان ہے۔اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ نواب صاحب کی کتاب کا دارومدار "نورالابصار" پر ہے وہ فصول کے عنوان قائم کرنے میں تو علامہ شبلنجی کی پیروی کرتے ہیں البتہ ذیلی معلومات کے مہیا کرنے میں اپنی طرف سے اضافے بھی کرتے ہیں۔کتاب کی تنظیم وترتیب اسی وقت بگڑی ہے، جب وہ اپنے خاص اضافہ جات کو بغیر کسی عنوان کے داخل کتاب کر دیتے ہیں اس طرح ہر فصل میں کچھ ایسی معلومات بھی آ جاتی ہیں جن کا بظاہر اس فصل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس غیر منظّم اسلوب کی کچھ امثلہ حسب ذیل ہیں:

فصل نمبر ۳ میں جنوں سے ملاقات کا واقعہ فصل سے غیر متعلقہ ہے۔[1] اسی فصل میں معراج کا واقعہ، تحویل قبلہ اور شق صدر وغیرہ کے واقعات[2]

ہجرت کی فصل میں مسجد نبوی کی تعمیر و توسیع کے واقعات۔[3]

اسی طرح غزوات کی فصل میں درجنوں واقعات غزوات سے غیر متعلقہ ہیں، مثلًا سالِ فرضیتِ حج، آپ کے عمروں کی تعداد، ابی بن خلف کے قتل کا واقعہ اور دیگر واقعات۔[4]

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃالعنبریۃ**، ص:۲۵

[2] اَیضاً، ص:۲۸

[3] اَیضاً، ص:۳۹

[4] اَیضاً، ص:۸۰

رثائے نبوی کی فصل میں زیارتِ قبر نبوی کے آداب کی بحث اور خواب میں آپ کی زیارت کے جواز کی بحث۔ [1]

ایسے تمام اضافہ جات نے کتاب کے اسلوب کو غیر منظّم اور غیر مرتب کر دیا ہے۔

۲۔ بعض غیر معقولی و غیر منطقی استدلالات:

نواب صاحب بعض اوقات عقیدت و محبت کے پیش نظر غیر منطقی اور غیر صریح استدلال کر جاتے ہیں اگرچہ وہ روایت جس سے استدلال کیا جارہا ہے، بے سروپا ہی ہو ایسے استدلالات کتاب کی قدر و قیمت کم کر دیتے ہیں، مثلاً سیرِ خلفاء اربعہ کی فصل میں بعض آیاتِ قرآنیہ سے یوں مراد لیتے ہیں:

"ابن عباس نے فرمایا: ''ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علی سرر متقابلین'' اس سے مراد خلفائے اربعہ ہیں جو بروزِ قیامت سرخ، زرد، سبز اور سفید رنگ کے یاقوت کے تختوں پر براجمان ہوں گے۔ [2]

اسی طرح اللہ کا فرمان ہے:

''وهو الذى خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و كان ربك قديراً''

یہاں بشر و نسب اور صہر سے مراد خلفاء اربعہ ہیں۔ [3]

اسی طرح سورۃ العصر کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

" ان الانسان لفی خسر ،اس سے مراد ابو جہل ہے،الا الذین اٰمنوا سے مراد ابو بکر ہیں، و عملوا الصالحات سے مراد عمر ہیں، وتواصوا بالحق سے عثمان اور وتواصوا بالصبر سے علی مراد ہیں۔" [4]

آپ کے نبی ہونے کی وجہ سے یہ استدلال کیا کہ آپ کا سایہ نہیں تھا اور آپ کی قضائے حاجت کے آثار نہیں دیکھے گئے۔ [5]

۳۔ اہم مقامات پر بغیر حوالے کے نقل روایات:

کسی بھی کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے مندرجات سے ہوتا ہے اگر مندرجات مستند اور موضوع کی مکمل وضاحت کر رہے ہوں تو کتاب کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور بغیر حوالہ کے نقل روایات سے کتاب کے مندرجات مشکوک ہو جاتے ہیں، نواب صاحب کافی مقامات پر اپنے مصادر و مراجع کی وضاحت کرتے ہیں، اس کے باوجود بکثرت ایسے مقامات بھی موجود ہیں جہاں نواب

[1] اَ نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص:۱۱۵

[2] ایضاً، ص:۱۰۶

[3] ایضاً

[4] اَ یضاً، ص:۱۰۷

[5] ایضاً، ص:۵۱

صاحب بغیر مصادر و مراجع کی نشاندہی کے روایات نقل کر دیتے ہیں، کتاب میں مصادر کی نشاندہی کا ذکر ہو چکا، یہاں بطور نمونہ کچھ ایسی امثلہ درج کی جاتی ہیں جو بغیر حوالہ کے نواب صاحب نے نقل کی ہیں۔ وہ ہجرت کی فصل میں ایک اہم واقعہ درج کرتے ہیں:

''حضور نے ہجرت کے وقت سے تاریخ لکھنے کا حکم دیا اس سے پہلے عام الفیل سے تاریخ لکھی جاتی تھی۔''[1]

یہ ایک بہت اہم اضافہ ہے ورنہ ہمارے ہاں معروف ہے کہ ہجرت سے تاریخ لکھنے کا واقعہ حضرت عمر کے دور کا ہے لیکن نواب صاحب نے اس اہم واقعہ کا کوئی حوالہ یا سند ذکر نہیں کی۔

ہجرت ہی کی فصل میں حضور کے مدینہ داخل ہونے کے وقت ایک روایت نقل کرتے ہیں، جس کا کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا: ''انس بن مالک کہتے ہیں جس دن حضرت مدینہ داخل ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہو گئی۔''[2]

آپ کے خصائص کی فصل میں بکثرت ایسی روایات ہیں جو بغیر حوالہ کے ہیں، مثلاً پل صراط کے وقت خصائص النبی میں یہ بھی تذکرہ کیا ہے:

''اور اہل جمع کو حکم ہو گا کہ وہ اپنی آنکھیں بند کر لیں تاکہ آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ پل صراط سے گزر جائیں۔''[3]

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد صحابہ میں اختلاف ہوا کہ آپکو کہاں دفن کیا جائے اس موقع پر حضرت ابو بکرؓ نے حدیث سنائی:

''لا یُدفن نبی إلا حیث قبض''[4]

''اس روایت کا بھی کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا۔''

اس کے علاوہ ہر فصل ایسی روایات موجود ہیں جو بغیر حوالہ کے نقل کی گئی ہیں، اس کی وجہ شاید اس دور کا عمومی رواج ہے بکثرت ایسے مولود نامے موجود ہیں جن میں فقط روایات منقول ہیں لیکن حوالہ درج نہیں دراصل مصنف اپنی افتادِ طبع کے مطابق خود مطالعہ کے بعد واقعات و روایات نقل کر دیتا تھا اور حوالہ ضروری خیال نہ کرتا تھا کیونکہ اس دور کا عمومی رواج یہی تھا۔

۴۔ بعض ضعیف و موضوع روایات سے استشہاد:

ہمارے ہاں مولود ناموں کی روایت بہت مضبوط اور مستحکم ہے ہمارا معاشرتی پس منظر اور عقیدت سے بھرپور گفتگو اس بات کی متقاضی ہوتی ہے کہ ہمارے ممدوح کی ذات دنیا جہاں کی تمام خصوصیات کی جامع ہو پھر ان خصوصیات سے اپنے ممدوح کو مزین ثابت کرنے کے لیے ہم ہر طرح کی کوشش کرتے ہیں مثلاً ضعیف روایات سے استشہاد، موضوع روایات کا سہارا اور دیگر اقوام کی نقالی میں

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص:۳۷

[2] ایضاً، ص:۳۸

[3] ایضاً، ص:۴۶

[4] ایضاً، ص:۱۱

مبالغہ آرائی ایسی صفات۔ برصغیر کے مولود نگار بھی عموماً عوامی تقاضے کے زیر اثر ایسی روایتی غلطیاں کرتے ہیں نواب صاحب اگرچہ صحیح روایات کا بہت اہتمام فرماتے تھے لیکن روایتی عقیدت کے زیر اثر وہ بھی ایسی غلطیوں کے مرتکب ہوئے ہیں اور ضعیف و موضوع روایات کے سہارے سیرت النبی بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس کی چند امثلہ حسب ذیل ہیں:

ہجرت کے واقعہ میں ام معبد خزاعیہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے ایک درخت کے معجزاتی اثرات کا تذکرہ کرتے ہیں حالانکہ اس درخت کے معجزاتی اثرات کے بارے کوئی صحیح روایت موجود نہیں بہت تلاش بسیار کے بعد بھی اس روایت کی تصحیح کہیں سے ثابت نہ ہو سکی۔[1] اسی طرح خصائص کی فصل میں بہت سی موضوع وضعیف روایات ہیں مثلاً:

"حضور کا سایہ نہ تھا، آپ کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی اور آپ کو جوئیں تنگ نہ کرتی تھیں۔"[2]

ہرنی کا آپ کی نبوت کی گواہی دینے والا واقعہ ہے، حافظ ابن حجر کے نزدیک اس کی تمام روایات ضعیف ہیں۔[3]

۵۔ صحت روایات کی بجائے کثرتِ روایات کو ترجیح:

اردو مولود نگاران میں غیر صحت مند رجحان یہ بھی ہے کہ صحیح روایات کے التزام کی بجائے تکثیر روایات کو ترجیح دی جاتی ہے اسی سبب سے ضعیف و موضوع روایات کا ایک انبار کتب سیرت و دیگر کتب میں امنڈ آیا ہے ہر مصنف فقط جمع روایات کو مطمح نظر بناتا ہے ان روایات کی صحت وضعف کا خیال نہیں کرتا۔

نواب صاحب بھی اس مقصد کے حصول میں غلطاں و سرگرداں ہیں انھوں نے اس مختصر مولود نامے میں روایات و معلومات کا توبے بہا ذخیرہ جمع کر دیا ہے لیکن ان کی صحت وضعف میں کوئی امتیاز نہیں کیا، اگرچہ دیگر مولود ناموں کی نسبت ان کا مولود نامہ بہت بہتر ہے اس کے مضامین کی اکثریت صحیح روایات پر مبنی ہے لیکن ضعیف روایات سے پاک نہیں ہے اور اس کا سبب وہی کثرتِ روایات کی دوڑ ہے۔ ان ضعیف و موضوع روایات کی نشاندہی متقدم الذکر دو بحوث میں ہو چکی ہے۔

۶۔ معروضیت پر عقیدت کو ترجیح:

رسول اللہ کے ساتھ محبت ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہے لیکن خود پیغمبر خدا کا تقاضا ہے کہ میری شان میں مبالغہ آرائی سے پرہیز ضروری ہے نیز یہ عقیدت کا تقاضا نہیں کہ ضعیف و موضوع روایات سے استشہاد کیا جائے، ہمارے اکثر و بیشتر مصنفین ذات رسالت مآب اور آپ کے متعلقین کے معاملہ میں بے جا عقیدت سے کام لیتے ہیں جو جادۂ مستقیم سے انحراف ہے، معروضیت کا تقاضا ہے کہ دوران تحریر فقط عقیدت کو غالب نہ آنے دیا جائے بلکہ ہوش و ہواس قائم رکھے جائیں۔

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۳۵۔۳۶

[2] أیضاً، ص: ۷۵؛ علامہ البانیؒ نے اس روایت کو باطل قرار دیا ہے، دیکھیے: البانی، ناصر الدین، **السلسلۃ الضعیفۃ**، (ریاض: دار المعارف، س ن)، ح: ۱۵۹۸

[3] مہدی، رزق اللہ، **سیرت نبوی**، (بمبئی: دار العلم، ۲۰۱۲ء)، ۲: ۶۵۰

الشمامۃ میں بھی عقیدت کا رنگ بہت نمایاں ہے چونکہ مصنف خود سید خاندان سے تھے اس لیے وہ حضور کی اولاد سے بہت عقیدت رکھتے تھے اور اسی عقیدت میں غلو کی وجہ سے بسا اوقات ضعیف و موضوع روایات بھی لاتے ہیں۔

مثال کے طور پر فاطمہؓ کی عقیدت میں دو روایات نقل کی ہیں اور دونوں موضوع و ضعیف ہیں، فرماتے ہیں:

"بروز قیامت ایک منادی اعلان کرے گا اپنا سر جھکا لو اور نظریں نیچی کر لو کیونکہ فاطمہ بنت محمد پل صراط سے گزرنے والی ہیں۔" [1]

اسی طرح حضرت فاطمہ اور ان کی اولاد کے بارے ایک روایت لائے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"اے فاطمہ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری اولاد میں سے کسی کو عذاب نہیں دے گا۔"[2]

اس سے پہلے ضعیف اور موضوع روایات کے بارے سید سلیمان ندوی کا تبصرہ ذکر کر دیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جن روایات میں آپ کے والدین کو زندہ کیے جانے کا تذکرہ ہے وہ بھی ضعیف ہیں۔ [3]

۷۔ غیر معروف وشاذ موقف کا ذکر:

نواب صاحب بسا اوقات غیر معروف اور مخالف جمہور موقف کو ترجیح دیتے ہیں مثلاً آپ کے والد محترم کے مقام تدفین کے بارے رقم طراز ہیں:

"مدینے سے مکہ کو آتے تھے راہ میں وفات پائی اور ابواء میں دفن ہیں۔"[4]

حالانکہ یہ موقف غلط ہے ابواء آپ کی والدہ کی جائے تدفین ہے نہ کہ والد کی۔

اسی طرح اسراء کے بارے فرماتے ہیں:

"علامہ شعرانی کے مطابق آپ کو نیند کی حالت میں ۳۳ بار معراج ہوئی۔" [5]

یہ موقف بھی جمہور علماء کے خلاف ہے۔

ایک اور اہم مسئلہ تاریخ لکھنے کی ابتداء کا ہے نواب صاحب کے ہاں تاریخ لکھنے کی ابتداء حضور کے ہجرتِ مدینہ کے بعد ہوئی اس سے پہلے عام الفیل سے تاریخ لکھی جاتی تھی۔[6]

---

[1] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۹۰ ؛اس روایت کو علامہ البانی نے ضعیف بلکہ موضوع قرار دیا ہے، دیکھئے: **السلسلۃ الضعیفۃ**، ح: ۲۶۸۸

[2] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۹۰ ؛یہ روایت بھی ضعیف ہے اور الطبرانی کے محقق حمدی عبد المجید نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

[3] ندوی، سید سلیمان، **سیرۃ النبی**، (کراچی: مکتبہ اسلامیات، س ن)، ۳: ۴۱۳

[4] سید سلیمان، **سیرۃ النبی**، ص: ۹

[5] أیضاً، ص: ۲۷

[6] أیضاً، ص: ۳۷

حالانکہ جمہور کا مؤقف ہے کہ تاریخ لکھنے کی ابتداء حضرت عمر کے دور مبارک سے ہوئی۔[1]

اسی طرح کے چند اور واقعات بھی کتاب سے پیش کیے جا سکتے ہیں۔

۸۔نور الابصار کے مضامین کی "فائدہ" کے نام سے اپنی طرف نسبت:

نواب صاحب نے ایک بڑی علمی غلطی کی ہے کہ وہ "نور الابصار" کے بعض مضامین کی اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ "فائدہ یاف" لکھ کر اسے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں کیونکہ عوام الناس کے ہاں کتب کے "فوائد" نواب صاحب کے اضافہ جات ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ خالص اپنے اضافہ جات کے لیے کوئی اصطلاح مقرر کرتے یا صراحت کر دیتے لیکن انھوں نے علامہ شبلنجی کے مضامین کو "ف" یا "فائدہ" وغیرہ جیسے الفاظ کے ذریعے اپنی طرف منسوب کر لیا، چند امثلہ حسب ذیل ہیں؛

آپ کے مقامِ ولادت کی بحث کو نواب صاحب نے "ف" کے ذریعے بیان کیا ہے، حالانکہ وہ علامہ شبلنجی کی عبارت ہے۔[2]

اسی طرح تیرہ انبیاء کے مختون پیدا ہونے کی بحث ہے، نواب صاحب نے اسے "ف" کے تحت بیان کیا ہے۔[3] جبکہ یہ علامہ شبلنجی کی عبارت ہے۔[4]

اس کے علاوہ دیگر امثلہ حسب ذیل ہیں؛

آپ کا اپنے چچا عباس و زبیر کے ہمراہ یمن کا تجارتی سفر۔[5] ایام وحی کے قریب آپ کا تنہائی پسند ہونا۔[6]

وفات ابو طالب کے تحت کفر کی چار اقسام کا تذکرہ۔[7] واقعہ اسراء کی تفصیلات۔[8]

اس کے علاوہ بھی کئی امثلہ موجود ہیں جو طوالت کے پیش نظر ترک کی جا رہی ہیں۔

خلاصہ بحث:

الشمامۃ العنبریۃ بہت جامع المعلومات کتاب ہے جس میں اختصار و جامعیت، توقیت کا التزام، مراجع کی کثرت، مزید کتب کی نشاندہی، روایات پر نقد و محاکمہ، ترجیح بین الروایات، جمع و تطبیق، فقہ السیرۃ اور فقہی مسائل کی وضاحت، مختلف شخصیات و مقامات کا

---

[1] ابن حجر، احمد بن علی، **فتح الباری**، (بیروت: دار المعرفۃ، س ن)، ۷: ۲۶۸

[2] صدیقی، یٰسین مظہر، **علامہ شبلنجی اور ان کی کتاب سیرت**، ماہ نامہ: جہات الاسلام، ۸: ۲، (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء)، ص: ۹۳

[3] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۸

[4] یٰسین مظہر صدیقی، **علامہ شبلنجی اور ان کی کتاب سیرت**، ص: ۹۴

[5] نواب صدیق حسن، **الشمامۃ العنبریۃ**، ص: ۱۶؛ یٰسین مظہر صدیقی، **علامہ شبلنجی اور ان کی کتاب سیرت**، ص: ۹۵

[6] ایضاً، ص: ۱۷؛ ایضاً، ص: ۹۶

[7] ایضاً، ص: ۱۸؛ ایضاً، ص: ۹۸

[8] ایضاً، ص: ۲۷؛ ایضاً، ص: ۹۹

تعارف، خاص اضافہ جات، نئی معلومات اور ذیلی عنوانات کی عمدہ تقسیم جیسی خصوصیات ہیں اس کے علاوہ بلا حوالہ نقل روایات، ضعیف و موضوع روایات سے استشہاد، غیر معروف و مخالف جمہور مؤقف کی ترجیح، معروضیت پسندی کی بجائے عقیدت پرستی کی آڑ میں ضعیف روایات کی کثرت، غیر منطقی استدلال اور غیر منظّم اسلوب جیسی خامیاں بھی ہیں۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.